اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مادیت پسندانہ نظریات کا جائزہ

An Analysis of the Materialist ideologies from the Perspective of Islamic Teachings

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Waqas Ahmad (Ph.D. Scholar, Gift University Gujranwala).
E-mail: skhawatwaqas@gmail.com
Dr. Asjad Ali (Asst. Professor, Islamic Thought & Civilization, UMT; Sialkot).
E-mail: Asjad.ali@skt.umt.edu.pk
Dr. Abdul Aleem (Associate Professor, Govt. Jinah Islamia College, Sialkot).
E-mail: abdulaleem.aa20@gmail.com

Abstract: Materialism is a school of thought which has its own philosophy regarding ontology, anthropology, epistemology and axiology. Materialism is the base of science and it provides a base for atheist schools of thoughts such as communism, socialism, capitalism, feudalism and secularism. According to materialism all things, even thoughts, God and soul are material and there is no creator of the matter. Materialists therefore attribute all the qualities of God to matter. From the perspective of Islamic teachings, this article examines the objections and questions raised by materialists with respect to faith in God and religiosity.

Keywords: Materialism, Islamic Teachings, Faith, Atheism.

خلاصہ

مادیت پرستی ایک ایسا مکتب فکر ہے جس کا وجود شناسی، انسان شناسی، علم شناسی اور قدریات کے بارے میں ایک خاص فلسفہ ہے۔ مادیت پرستی سائنس کی بنیاد ہے اور یہ کمیونزم، سوشلزم، سرمایہ داری، جاگیرداری اور سیکولرازم جیسے الحادی مکاتبِ فکر کی بنیادیں بھی فراہم کرتی ہے۔ مادیت پرستی کے مطابق تمام چیزیں حتیٰ کہ سوچ، خدا اور روح سب مادی ہیں اور مادّے کا کوئی خالق نہیں ہے۔ سو مادہ پرست خدا کی تمام صفات کو مادے سے منسوب کرتے ہیں۔ اس مقالہ میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مادہ پرستوں کے ان شبہات کا جائزہ لیا گیا ہے جو وہ دینداری اور خداپرستی پر وارد کرتے ہیں۔

کلیدی کلمات: مادہ پرستی، اسلامی تعلیمات، ایمان، الحاد۔

مقدمہ

مادیت پسندی الہیات کے انکار پر مبنی ایک ایسا فکری مکتب ہے جس کا دعوی ہے کہ اس کے پاس مابعد الطبیعیات (Metaphysics)، علمیات (Epistemology) اور قدریات (Axiology) وغیرہ کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ مادیت پسند مفکرین نے مذہب کے راستے میں بالخصوص مذہبی خدا کے لیے کئی قسم کی رکاوٹیں کھڑی کی ہیں، جن کی وجہ سے آج کے معاصر مسلمان نوجوان مذہب اور خدا سے متعلق شکوک و شبہات کا شکار ہو کر مذہب سے بد ظن ہو رہے ہیں۔ کئی مسلمان نوجوان نے تو باقاعدہ اس مکتب فکر کے ساتھ منسلک ہو کر نہ فقط اسلام کو خیر آباد کہہ دیا ہے بلکہ اسلام کے خلاف زہر اگلنا بھی شروع کر دیا ہے۔ یقینا اسلام بھی الہیات، مابعد الطبیعیات، علمیات اور قدریات کے مسائل کو حل کرنے کا دعوی دار ہے۔ لہٰذا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام اور مادیت نے ان مسائل کو حل کیسے کیا ہے؟ اور دونوں میں سے کس نے احسن طریقے سے یہ مسائل حل کیے ہیں؟ اس سوال کا جواب فراہم کرنا اس لئے ضروری ہے تاکہ معاصر مسلمان نوجوانوں پر مادیت پسندی کی کھوکھلی بنیادوں کو واضح کیا جا سکے اور وہ اس الحادی مکتب فکر کی تعلیمات سے متاثر نہ ہوں۔

دراصل، لوگ مذہب سے متعلق جن شبہات و اشکالات میں مبتلا ہیں وہ مادیت پسندوں کے پیدا کردہ ہیں۔ مادیت پسندوں کی فہرست میں کیونکہ بڑے بڑے فلسفی، سائنس دان اور سیاست دان وغیرہ ہیں۔ اس لیے لوگ ان کی تعلیمات سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ضرورت تھی کہ اس کا اسلام کے تناظرہ میں جائزہ لیا جاتا تھا اور لوگوں کو ان سے بچایا جاتا۔ پیش نظر مقالہ میں مادیت کے اصولوں کا جائزہ مختصر طور پر اسلام کے تناظر میں جائزہ پیش کر دیا گیا ہے تاکہ کوئی مسلمان یا خدا کا ماننے والا ان کی جزئیات کو پڑھ اور دیکھ کر الحاد کی گھاٹیوں میں گر کر گمراہ نہ ہو سکے۔

مادہ کی تعریف

مادیت کی تعریف میں لفظ مادہ چونکہ بار بار آتا ہے لہٰذا ابتداء میں مادہ کی تعریف بیان کرنا ضروری ہے۔ مادے کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: "مادہ وہ چیز ہے جو ہمارے شعور سے باہر واقع ہو۔ اس کی تخلیق نہیں کی جا سکتی۔ اور اسے فنا نہیں کیا جا سکتا۔ وہ دائمی ہے اور لا محدود ہے۔"[1] مادہ کی ایک خاصیت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ مادہ تخلیق کیے جانے سے قاصر ہے اور وہ ہمیشہ سے ہے اور محدود ہونے کی بجائے لا محدود بھی ہے۔

مادیت (Materialism) کا تعارف و تعریف

مادیت کے تعارف کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ مادیت کے عباقرہ کون سے ہیں، مادیت ہے کیا، اس کے اصول کیا ہیں، مادیت کن عناصر پر قائم ہے یا مادیت کتنے گروہوں میں تقسیم ہوتی ہے؟ مادیت کا تعارف کرواتے

ہوئے مشہور مفکر علی عباس جلالپوری لکھتے ہیں: "مادیت پسند کی اصطلاح تاریخ فلسفہ میں سب سے پہلے رابرٹ بوئل(Robert Boyle: 1627-1691) نے 1674ء میں وضع کی تھی لیکن مادیت پسندی کا انداز نظر اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ خود فلسفہ۔"[2] بنابریں، اس میں کوئی شک نہیں کہ مادیت کی اصطلاح بہت دیر بعد وضع ہوئی لیکن اصطلاح میں تاخیر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس اصطلاح سے جڑے تصورات اس کے بعد کی پیداوار ہیں۔ درحقیقت اس سے متعلقہ تصورات پہلے ہی سے موجود تھے لیکن ان کے لیے اصطلاح موجود نہ تھی۔ لہٰذا ان تصورات کو ایک اصطلاح میں یاد رکھنے کے لیے ان کو مادیت کا لفظ پہنایا گیا۔ بہرصورت، مادیت کی تعریف ان الفاظ میں ملتی ہے:

Materialism is the notion that nothing exists other than matter, and that everything including the activities of the mind, is therefore the result of material agencies. An emphasis on material possessions, implying that they are more important than intangible, spiritual values.[3]

یعنی: مادیت پسندی اِس نظریے کا نام ہے کہ مادے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ حتی کہ ذہن کی تمام سرگرمیاں بھی مادے کی مرہون منت ہیں۔ مادیت پسندی مادہ کے خواص پر ایک ایسی تاکید ہے کہ جس کے مطابق مادہ کے خواص غیر مادی اقدار سے زیادہ اہم ہیں۔" مادیت کی ایک اور تعریف یہ کی گئی ہے:

Materialists have said that matter alone is real and mind is an illusion.[4]

(مادیت پسند یہ کہتے ہیں کہ مادہ ہی حقیقی ہے اور ذہن التباس ہے)

مادیت کی تاریخ

جہاں تک مادیت کی تاریخ کا تعلق ہے تو مادیت کی تاریخ کو چار منزلوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو کہ اس طرح ہے۔

1) قدیم مادیت: چھٹی صدی قبل مسیح سے پہلی صدی مسیح تک۔

2) بورژوا مادیت: سولہویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک۔

3) جدلیاتی مادیت: صنعتی انقلاب، مارکس اور اینگلز کی تحریریں۔

4) جدلیاتی توانائیت: 1950ء تا حال۔

مادیت کی تاریخ میں جو مشہور شخصیات اس مکتب کی ترویج کا موجب بنیں اُن میں سوفسطائیوں کا نام لیا جاسکتا ہے۔ یہ یونانی مفکر تھے۔ جن کا فصاحت و بلاغت پر زور زیادہ تھا۔ وہ اخلاقی اقدار کو مستقل نہ سمجھتے تھے۔ پروٹاغورس مشہور یونانی سوفسطائی ہے جو کہتا تھا کہ ہر شے کا پیمانہ انسان ہے۔[5] انہوں نے نیکی و بدی کے تصورات کو مخلوط کر دیا اور اپنے نظریات سے الحاد کو پھیلانے کا سبب بنے۔ اسی طرح انگریزی مفکر ڈارون (Darwin, Charles Robert

(1882 – 1809): کا ارتقائی نظریہ بھی مادیت پسندی کی ترویج میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ڈارون کے نظریہ ارتقاء کے اصول یہ تھے:

1) دوسری انواع سے بچنے کی، ہم جنس انواع میں باقی رہنے کی اور ماحول سے پیکار میں رہ کر بچنے کی جدوجہد ہے۔

2) ماحول سے ہونے والی تبدیلیوں کا اصول۔

3) فطری انتخاب یا بقائے اصلاح، اس عمل میں فطرت موزوں انواع و جسم کا انتخاب کر لیتی ہے اور ناموزوں کو مٹنے کے لیے چھوڑ دیتی ہے۔

4) وراثتی جینیات،اس میں نسلی تغیرات آتے ہیں اور کسی مخصوص مدت بعد یہ نئی نوع بن جاتی ہے۔[6]

ڈارون کی طرح جرمن مفکر کارل مارکس (Karl Marx:1818-1883) کی اشتراکیت بھی دنیا میں الحاد پھیلانے کا بہت بڑا سبب بنی۔ مشہور برطانوی مصنف برٹرینڈ رسل (Bertrand Russell:1872-1970) اپنی کتاب Problems of Philosophy میں اس بات کا قائل ہے کہ ذہن صرف التباس ہے اور التباس کی یقیناً کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ اس لیے صرف مادہ ہی موجود ہے۔[7] جرمن سائنس دان آئن سٹائن (Albert Einstine:1879-1955) کے نظریہ اضافت نے بھی مادیت پسندی کو ہوا دی جس کے مطابق قدیم مادی نظریات تبدیل ہو گئے اور زمان و مکان مطلق کی بجائے اضافی ہو گئے تھے۔[8] یہ نظریہ بھی سچائیوں پر ضرب لگانے اور ان کو اضافی بنانے کا سبب بنا۔

بہر صورت، مادیت پسندی کی تاریخ اور اس کے مختلف تاریخی مراحل میں مادہ کو چلانے والی قوت کبھی مادہ سے خارج میں موجود بتائی گئی تو کچھ مراحل میں مادہ کو چلانے والی قوت مادہ کے اندر ہی بتائی گئی؛ لیکن چاہے یہ قوت خارج میں ہے چاہے باطن مادہ میں اسے مادی قرار دیا گیا ہے۔[9]

مادیت کے اصول

مادیت کے اصول مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔عدم کا انکار

مادیت پسندوں کے مطابق مادہ کو تخلیق نہیں کیا جاسکتا۔ظاہر ہے جب مادہ کو تخلیق نہیں کیا جاسکے گا تو یہ ماننا پڑے گا کہ مادہ خود بخود ہمیشہ سے ہے اور اس بات کا قائل ہونا ایسا ہی ہے کہ سرے سے عدم کا انکار کر دیا جائے۔ مشہور یونانی مادی مفکر پارمیناڈیز (Parmenides: 515-430 BC) مادے کی قدامت کا قائل اور عدم کا منکر تھا۔ اس کے

نظریات کے بارے یاسر جواد لکھتے ہیں: "عدم سے کچھ بھی وجود میں نہیں آسکتا۔"[10] اسی طرح ایک اور یونانی مادی مفکر اناکساغورث (Anaxagoras: 500-428 B.C) کے مادے کے متعلق نظریات کو ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم اس طرح بیان کرتے ہیں: "نہ کوئی چیز عدم سے وجود میں آتی ہے اور نہ وجود سے عدم میں جاتی ہیں، ہمارے موت وحیات کے تصورات بے بنیاد ہیں۔ اس کے خدا کی نسبت ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ علیم اور ناظم ہے لیکن خالق نہیں کیونکہ کوئی قوت کسی جوہر کو عدم سے وجود میں نہیں لاسکتی نہ وجود سے عدم میں لے جاسکتی ہے۔"[11]

ایک اور یونانی مادی مفکر تھالیس (Thales:624-548 B.C) بھی عدم کا منکر تھا اور مادے کو ہی ازلی سمجھتا تھا۔ ندیم الجسر اس کے اس نظریے کے متعلق لکھتے ہیں: "کائنات کا عدم سے معرض وجود میں آنا ممکن نہیں اور اولین مادہ کو ازلی سمجھتا ہے۔"[12] ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ تھالیس اولین مادے سے مراد کیا لیتا ہے؟ دین محمد شفیفی اس ضمن میں لکھتے ہیں: "سب کچھ پانی سے پیدا ہوا اور اسی میں فنا ہو جاتا ہے۔"[13] یوں خدا کے خالق ہونے کا انکار کرکے پانی کو ہی تمام اشیاء کی اصل سمجھنا اور پھر اس پانی کے بارے خیال رکھنا کہ یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور پھر عدم سے انکار کرنا، درحقیقت مادے کے خود بخود ہونے کا اقرار ہے۔

اسلام کا نکتۂ نظر

قرآن مجید میں اللہ تعالی کو خالق کہا گیا ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے: اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ (39: 62) ترجمہ: "اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔" قرآن مجید کی آیت سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالی ہر چیز کا خالق ہے اور مادہ چونکہ چیز ہی ہے۔ اس لیے اس کا خالق بھی خدا ہے۔ احادیث میں تو مادہ کے ہمیشہ سے ہونے کی نفی ان الفاظ میں ملتی ہے، فرمایا: کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ شَیْءٌ قَبْلَہُ[14] یعنی: "اللہ تعالی موجود تھے اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔" یوں اسلام کی تعلیمات مادیت پسندوں کے اس پہلے ہی اصول کو رد کرتی ہے اور مادہ کے قدیم ہونے کی بجائے اس کے حادث ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ پھر موت وحیات کے تصورات کو بے بنیاد کہنا بھی اسی وجہ سے ہے کہ مادہ مادہ میں ہی رہتا ہے۔ موت وحیات کے انکار کا جائزہ آگے آرہا ہے۔

2۔مادہ ہر چیز کی اصل

مولوی میر حسن مادہ کو ان الفاظ میں مختلف جگہوں پر اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں۔ مادہ ہر شئے کی اصل یا بنیاد ہے۔ مادہ کے علاوہ اور کوئی چیز موجود ہی نہیں۔ مادہ غیر محدود اور غیر فانی ہے اور اس کے قوانین غیر متغیر اور ابدی ہیں۔ اس کو نہ تو خدا نے پیدا کیا ہے نہ انسان نے، یہ ہمیشہ سے غیر متغیر اور غیر فانی رہا ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ کوئی شئے حتی کہ ایک سالمہ (کسی چیز شے کی تقسیم در تقسیم کرتے چلے جائیں تو ایک حد ایسی آجاتی ہے کہ مزید تقسیم سے ذرہ

اس شے کے خواص کو باقی نہیں رکھ سکے گا جس کا وہ ذرہ ہے۔ ایسے چھوٹے ذرے کو سالمہ کہتے ہیں۔)[15] تک فنا نہیں ہوتا۔ یہ صرف اپنی صورت بدلتا رہتا ہے۔اس میں کسی فوق الفطرت شئے کی ضرورت نہیں۔ منضبط شکل میں مادیت سب سے پہلے یونان میں نمودار ہوئی، قدیم یونانی فلاسفہ مادئین تھے۔[16]

مندرجہ بالا سطور سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ مادیت میں ہر چیز کی اصل یا بنیاد کا ماخذ مادہ کو مانا جاتا ہے۔ اسی اصول کی مثال پارمیناڈیز مادی مفکر کی فکر میں ملتی ہے۔برٹرینڈرسل اس کے مادی نظریات کے متعلق لکھتے ہیں:

The only true being is 'the one' which is infinite and indivisible...The one is not conceived by Parmenides as we conceive God: he seems to think of it as material.[17]

یعنی: "قطعی حقیقت ذات واحد ہے جو لا انتہا اور غیر منقسم ہے۔ کیونکہ یہ کل ہے اور ہر جگہ موجود ہے۔یہ واحد کوئی عام انسانوں کا واحد خدا نہیں ہے بلکہ مادہ ہے۔" پارمیناڈیز ذات واحد کو قطعی حقیقت سمجھتا ہے اور اس کی خصوصیات کچھ اس طرح اس نے بیان کی ہیں کہ لاانتہا، غیر منقسم، کل ہے اور ہر جگہ ہے۔اس کی اور خصوصیات کے متعلق قاضی قیصر الاسلام لکھتے ہیں: "کائنات کا سرچشمہ یا ایک ایسا واحد مادہ یا جوہر ہے جس میں صرف ثبات ہی ثبات ہے اس میں تغیر نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔"[18]

ذات واحد کی یہ خصوصیات بھی ہوئیں کہ اصل سرچشمہ واحد مادہ یا جوہر ہے، تغیر و حرکت سے پاک ہے اور محض ثبات میں ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ مادیت کے مفکرین مادیت کے اصولوں کے تحت ہی چلتے ہیں۔ پھر یہ کہنا کہ مادہ غیر محدود اور غیر فانی ہے۔ کس قدر بڑا شبہہ یہاں موجود ہے جو الحاد کا باعث بنتا ہے؟ دین اسلام میں خدا کے علاوہ ہر چیز فانی ہے۔ اب اگر ہر چیز مادہ ہے اور مادہ کی یہ خوبی ہے کہ یہ غیر فانی ہے تو خدا اور دیگر مخلوقات میں فانی اور غیر فانی کا فرق ہی ختم ہو جاتا ہے۔ جب کہ اسلام میں غیر فانی ہونے کی خوبی مادے کی نہیں بلکہ خدا کی ہے اور خدا کے علاوہ تمام مادہ اور باقی تمام مخلوقات فانی ہیں۔ پھر یہ کہنا کہ مادیت کے قوانین غیر متغیر اور ابدی ہیں۔ یہ بات کہنے کے مترادف ہے کہ مادیت کے یہ اصول جو کہ انسانوں نے تشکیل کر رکھے ہیں غیر متغیر، اٹل اور ابدی ہیں۔ حالانکہ اسلام میں کسی کی بات غیر متغیر اور ابدی ہے تو وہ صرف خدا کی ہے۔

اس بات پر غور ہی انسان کو اس بات کی طرف لے آتا ہے کہ کس طرح مادے کو خدائی صفات پہنا کر خدا کا انکار لوگوں کے دلوں میں بٹھایا جا رہا ہے۔ شاید ان جیسی ہی باتوں کو دیکھ کر ایک مفکر نے یہ بات کہہ دی ہے: "تصوریت اور مادیت میں چند ایسے اہم امور مشترک ہیں کہ دونوں ایسے خدا پر یقین نہ رکھتے ہیں جو ماورائے عالم ہو۔ دونوں اجباریت کو تسلیم کرتے ہیں اور محدود افراد کو ایک ہی حقیقت کے مظاہر سمجھتے ہیں، خواہ اس حقیقت

کو مادہ سے تعبیر کیا جائے یا روح سے۔"[19]

اس قول سے اس بات کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے کہ مادیت کے ماننے والے ایسے خدا پر یقین نہیں رکھتے جو ماورائے عالم ہو۔ حالانکہ دین اسلام کا خدا ماورائے عالم ہے۔ پھر مادے کے متعلق یہ کہنا کہ اس کو نہ تو خدا نے پیدا کیا ہے نہ انسان نے، بلکہ یہ ہمیشہ سے غیر متغیر اور غیر فانی رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ کوئی شئے حتیٰ کہ ایک سالمہ تک فنا نہیں ہوتا۔ جبکہ ایک مسلمان یہ جانتا ہے کہ مادہ کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ خدا کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ مادیت کے بارے ایک یہ جملہ فلسفے کی کتب میں بیان ہوا ہے کہ: "مادے کے ذرات ناقابل فنا ہیں۔ یہ ہمیشہ سے حرکت میں ہیں اور ہمیشہ حرکت میں رہیں گے۔ مادیت کسی مافوق الفطرت قوت کو تسلیم نہیں کرتی۔"[20] ڈاکٹر سی اے قادر لکھتے ہیں: "اس نظریہ کی رو سے کائنات ازلی اور ابدی ہے اور خدا نے اسے تخلیق نہیں کیا۔۔۔ حتیٰ کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا خدا اور فطرت دونوں ہی ابدی ہیں۔" [21] ڈاکٹر سی اے قادر کی بات سے یہ بات مزید واضح ہو کر اور نکھر کر سامنے آتی ہے کہ مادیت کے حمایتی مادہ کے ساتھ یہ باتیں جوڑتے ہیں کہ "مادہ ازلی اور ابدی ہے۔" جس طرح مسلمان کہتے ہیں کہ خدا ہی حقیقی خالق ہے اسے کسی نے تخلیق نہیں کیا اور خدا ازلی اور ابدی ہے۔ یہی بات مادیت پسندوں نے مادے کے حوالے سے کہہ دی ہے کہ اسے کسی نے تخلیق نہیں کیا۔ اب اگر اسے کسی نے تخلیق نہیں کیا تو یقیناً خالق کا بحثیت خالق اور مخلوق کا بحثیت مخلوق انکار ہوا اور ہر چیز مادہ قرار پائی۔

اسلام کا نکتۂ نظر

مادیت میں خدا کی بجائے ہر چیز مادہ ہے اور اس کی اساس بھی مادہ کو ہی مانا جاتا ہے جو کہ قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (11:42) ترجمہ: "اس کی مثل کوئی شے نہیں۔" اگر مادیت کے موجودہ اصول کے مطابق خالق اور مخلوق کا فرق ہی ختم ہو جاتا ہے اور خدا کے خالق ہونے کی نفی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مادیت پسندی کے اس نظریہ کو قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت سرے سے رد کرتی ہے۔ علاوہ ازیں، مادیت کے اس نظریہ میں مادے کے ازلی اور غیر فانی ہونے کا ذکر ہے۔ حالانکہ غیر فانی ہونے کی حیثیت دین اسلام نے خدا کو دی ہے: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَه (88:28) ترجمہ: "سوائے اللہ کے چہرہ کے ہر چیز ہلاک ہو جائے گی۔" اس آیت سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مادہ غیر فانی نہیں بلکہ خدا غیر فانی ہے۔ اسی طرح ایک اور آیت میں اس سے بھی واشگاف الفاظ میں اس بات کا اعلان کیا گیا ہے کہ خدا کے علاوہ ہر چیز فانی ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (55:27 -26) ترجمہ: "جو بھی اس پر ہے فنا ہونے والا ہے صرف تیرے رب کا چہرہ جو بڑی جلالت اور عزت والا ہے باقی رہے گا۔"

اسی طرح ایک اور آیت میں ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (3:185،35:21) ترجمہ:"ہر نفس نے موت کو چکھنا ہے۔" اس آیت میں خداوند تعالی کو موت سے بالاتر کہا گیا ہے۔ باقی ہر قسم کے مادہ کو موت آکر ہی رہے گی۔ چاہے بعض قسم کی مادی اشیاء کی موت کی کیفیت سمجھ آئے یا نہ آئے۔ ایک اور آیت میں ہے: وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ۔ (58:25) ترجمہ: "اور تو اس خدا پر توکل کر جو ہمیشہ سے زندہ اور قائم ہے۔" اس کے علاوہ مادے کے لیے مادی مفکرین نے ازلی کا لفظ بھی استعمال کیا ہے جب کہ اسلام میں ہمیشہ ازلی یا زندہ رہنے والی خوبی کو خدا نے صرف خود سے منسوب کیا ہے۔ مندرجہ ذیل آیت میں اس اصول کی نفی ملتی ہے: هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (3:57) ترجمہ: "وہی سب سے پہلے ہے اور سب سے پیچھے ہے اور ظاہر ہے اور چھپا ہوا ہے۔" اس آیت سے اس بات کی کھل کر سمجھ آجاتی ہے کہ خدا ایسا ہے جو بذات خود ہے، کسی دوسرے سے حاصل نہیں کیا گیا ہے۔ جبکہ مادہ نہ ازل سے کبھی ہوا ہے اور نہ ابد تک کبھی رہے گا۔

3۔مادہ کے علاوہ ہر چیز کا انکار

مولوی میر حسن مادیت کے اس اصول کے متعلق لکھتے ہیں: "یہ روح کے مستقل وجود سے انکار ہے۔ یہ خیال بالکل مہمل ہے کہ مادہ سے علیحدہ ایک ایسی قوت یا روح موجود ہے جو اس پر قدرت کامل رکھتی ہے اور اس کو حرکت دیتی ہے۔ مادہ کے متقابل کسی روح مطلق یا مادہ سے علیحدہ کسی خلاق ہستی کا اعتقاد بے معنی سی چیز ہے۔"[22]

اسلام کا نکتۂ نظر

مادیت پسندی کے بیان کردہ اصولوں میں سے تیسرے اصول پر غور کریں تو یہ روح کے وجود کا ہی مستقل انکار ہے جبکہ دین اسلام میں روح باقاعدہ ایک حقیقت ہے: قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي (85:17) ترجمہ: "آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے۔" پھر روح انسان میں ڈالنا، نکالنا، پھر اس کام کے لئے فرشتوں کا موجود ہونا، پھر عالم ارواح میں روحوں سے خدا کا وعدہ لینا، یہ سب اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ دین اسلام میں روح کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اگر سرے سے ہی اس کا انکار کردیا جائے تو یہ مذہبی تعلیمات کو مشکوک بنانے کے مترادف ہے۔ اس لیے معاصر مسلمان نوجوانوں کو قرآن مجید کے آفاقی پیغام کو پہنچانے کی ضرورت ہے تاکہ یہ نوجوان مادیت پسندی کے اس شبہ سے محفوظ رہیں۔ باقی مادیت کا یہ اصول کہ "مادے کے علاوہ کچھ موجود نہیں ہے" اس سے خدا جو کہ خالق ہے اس کے خالق ہونے کا انکار تو ہے ہی، اس کے ساتھ ساتھ جذبات، احساسات، تصورات اور عقل کا انکار بھی ہے۔

4۔عالم بے مقصد

ابوالاعجاز حفیظ صدیقی مادیت کے اس اصول کے متعلق رقم طراز ہیں: " مادہ وہ ہے جو مکاں میں پھیلا ہوا ہے۔ مادہ ازلی اور غیر فانی ہے۔ مادے میں حرکت کی صلاحیت موجود ہے۔ تمام حرکت مقررہ قوانین کے مطابق ہو رہی ہے۔ عالم میں کوئی ذہن یا شعور کارفرما نہیں ہے دوسرے الفاظ میں اس پر کوئی یزدانی قوت متصرف نہیں ہے۔ عالم میں کوئی مقصد و غایت نہیں ہے۔"[23] علی عباس جلالپوری ایک یونانی مادی فلسفی دیماقریطس (Democritus:460-370 B.C) کے مادی نظریات کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "عالم میں کہیں بھی کسی ماورائی ذہن یا عقل کا وجود نہیں ہے۔ تمام مظاہر فطرت پر اندھے قوانین متصرف ہیں اور کائنات میں کسی بھی قسم کا مقصد نہیں ہے۔"[24] دراصل، دیماقریطس کے نظریات مادیت کے اصولوں کا اہم نمونہ ہے۔ رواقی مفکرین[25] بھی مادے کو ہی آخری اصل سمجھتے ہیں اور مادیت کے اصولوں پر ہی کاربند ہیں۔ سچائی کی موجودگی کا انکار کرتے ہیں۔ سچائی کا انکار کرنا زندگی کو بے مقصد بنانے کے مترادف ہے۔[26] رواقیوں (Stoicists) کے اس نظریے کے متعلق خلیفہ عبدالحکیم لکھتے ہیں: "اجسام باقی رہتے ہیں اور اپنا وجود رکھتے ہیں۔ دوسری طرف سچ کا کوئی وجود اس لیے نہیں ہے کہ سچ کا وجود صرف بیان بازی ہے۔"[27]

مادیت میں پیدا ہونے والا ایک اور مکتب وجودیت کا ہے۔ ان کی اصل بھی وجود یعنی مادہ ہے۔ وجودیت کے ایک فرانسیسی مفکر ژاں پال سارتر (Jean Paul Sartre:1905-1980) کے کائنات کے متعلق نظریے کو بیان کرتے ہوئے علی عباس جلالپوری لکھتے ہیں: "انسان ایک بے معنی کائنات میں آتا ہے۔ کائنات میں کسی قسم کا نظم و تناسب موجود نہیں ہے۔"[28]

اسلام کا نکتۂ نظر

مادیت کا یہ اصول کہ "عالم میں کوئی ذہن یا شعور کارفرما نہیں ہے دوسرے الفاظ میں اس پر کوئی یزدانی قوت متصرف نہیں ہے" بھی خدا کے انکار پر واضح ہے۔ اسلام کے مطابق تو عالم پر حقیقی حکمرانی خدا کی ہے اور وہی اس کو تخلیق کرنے والا ہے۔ قرآن کہتا ہے: اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّھُوَعَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ وَّکِیۡلٌ (62:39) ترجمہ: "اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔" اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نہ صرف ہر چیز کا خالق ہے بلکہ ہر چیز کا نگہبان بھی ہے ۔ایک اور آیت میں ہے: وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ (189:3) ترجمہ: "آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔" اسلام کا خدا ہر چیز پر قادر ہے اور زمینوں اور آسمانوں کی بادشاہی بھی اسی کے واسطے ہے۔

کس قدر وضاحت کے ساتھ مادیت کے اس اصول کا رد بھی قرآن مجید نے کر دیا ہے۔ اگر مادیت کے چوتھے اصول پر اسلام کے مطابق نظر کی جائے تو یہ اصول بھی غلط ہے اور الحاد پھیلانے کا سبب ہے۔ یہاں یہ کہہ دیا گیا ہے کہ "عالم میں کوئی مقصد و غایت نہیں"، دوسرے الفاظ میں یہ کہنا ہے کہ عالم بے مقصد ہے۔ جبکہ اسلام میں عالم تو دور چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی بے مقصد پیدا نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ انسانوں اور جنات کی زندگی کا مقصد اللہ کی عبادت کرنا ہے۔ قرآن مجید سے عالم میں مقصدیت کا اندازہ یوں ہوتا ہے: اَلَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلاً (191:3) ترجمہ: "وہ جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اور زمین و آسمان کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب، تو نے یہ سب بے کار پیدا نہیں کیا۔"

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے مطابق: "یہ ہدایت کا پہلا قدم ہے کہ کائنات کو دیکھو، مظاہر فطرت کا مشاہدہ کرو۔[29] لہٰذا اہل عقل زمین و آسمان کی تخلیق اور کائنات میں موجود ہر چیز پر غور و فکر کرتے ہیں۔ وہ ان چیزوں پر غور و فکر کرنے کے بعد یقین کامل کے ساتھ کہہ اٹھتے ہیں کہ اس کائنات کی کوئی بھی چیز اللہ نے بے مقصد نہیں بنائی۔ کائنات میں غور و فکر اور مشاہدہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور عقیدہ آخرت پر ایمان تک پہنچا دیتا ہے اور کائنات میں غور و فکر کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ انسان اللہ کی توحید کو پہچان سکے۔ مندرجہ بالا آیت میں خدا نے انسانوں کی زبان سے یہ اعلان کروایا ہے کہ ہمارے رب نے زمین و آسمان میں کچھ بھی عبث تخلیق نہیں کیا بلکہ یہ سب کچھ اس نے کسی خاص مقصد کے سبب پیدا کیا ہے۔ اگر مادیت پسند اس مقصد کو ابھی تک سمجھ نہیں پائے، تو ضروری نہیں کہ زمین و آسمان کی تخلیق کا ہی انکار کر دیا جائے۔ یہاں مقصدیت عالم ان لوگوں کے منہ سے بیان کروایا گیا ہے جو اللہ پر یقین رکھنے کے بعد اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

ہو سکتا تھا کہ کوئی یہ اعتراض جوڑ دیتا کہ یہ بات تو لوگوں کی بیان شدہ ہے جو خدا نے ویسے ہی دہرا دی ہے۔ یقیناً خدا جو ہر چیز کا علم رکھتا ہے اس نے اس اعتراض کو رفع کرنے کے لئے خود بھی اپنے کلام میں اس کی وضاحت یوں کر دی ہے: وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ٥مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (39:44- 38) ترجمہ: "ہم نے آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے محض بے مقصد نہیں بنایا بلکہ ہم نے انہیں خاص مصلحت کے تحت بنایا ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔"

مندرجہ بالا آیت میں خدا نے خود مقصدیت کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ آسمانوں، زمینوں اور پھر جو اس کے درمیان ہے سب ہی بامقصد پیدا کیا گیا ہے بلکہ اس کے پیچھے اس کی خاص مصلحت ہے اور ساتھ ہی ایسے لوگوں کو

حقیقت سے بے خبر بتایا ہے جو عالم میں بے مقصدیت کے قائل ہیں۔ ایک اور آیت میں بڑے احسن انداز میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ (72:9) ترجمہ: "اور اللہ کی رضا سب سے بڑی نعمت ہے۔" اس چھوٹی سی آیت میں نیک لوگوں کی زندگی کا مقصد بیان کر دیا ہے کہ ایسے لوگ ملحدین کی طرح بے مقصد زندگی بسر نہیں کرتے بلکہ ان کی زندگی کا مقصد خالق ہر جہاں کی رضا ہے۔ لہٰذا مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں عالم اور عالم کی زندگی با مقصد نظر آتی ہے۔ نہ کہ ملحدین کے خیالات کے موافق کہ یہ بے مقصد ہے۔

5۔ حیات بعد الموت کا انکار

قاضی قیصر الاسلام مادیت کے ایک اہم اصول کو اپنی کتاب میں اس طرح بیان کرتے ہیں: "جو کچھ ہم ہیں یا جو کچھ ہمارے ارد گرد ہے اپنے آخری تجزیئے میں مادی ہے۔ اس لیے حیات بعد الموت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔[30] علی عباس جلالپوری مادیت کے اس اصول کے حوالے سے لکھتے ہیں: "انسان کی موت تب واقع ہو جاتی ہے جب اٹیم منتشر ہو جاتے ہیں اور کائنات میں کسی بھی قسم کا مقصد نہیں ہے۔"[31] دیماقریطس کا یہ نظریہ بیان کیا گیا ہے کہ: "انسانی روح اٹیموں پر مشتمل ہے۔ حیات بعد الموت اس لیے ممکن نہیں ہے کیونکہ جب انسان مر جاتا ہے تو ان جواہر کا دوبارہ اسی طرح جمع ہونا ممکن نہیں ہے۔"[32]

اسلام کا نکتۂ نظر

مادی مفکرین کے اس نظریے کو قرآن مجید نے جگہ جگہ رد کیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (1:56) ترجمہ: "جب واقع ہو جائے گی واقع ہونے والی۔" اسی طرح ایک اور آیت میں ہے: لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَةِ (1:75) ترجمہ: "میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔" قرآن مجید فرقان حمید میں کئی آیات میں قیامت کا تذکرہ ملتا ہے جن میں سے اوپر محض دو آیات کو پیش کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک آیت میں تو اللہ تعالی قسم ہی قیامت کے دن کی کھا رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی معمولی ایمان کا رکن نہیں ہے جس کا مادیت پسندوں نے انکار کیا ہے۔

6۔ وحی کا انکار

ملک کریم بخش مادیت کے ایک اور اصول کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "علم کے حصول کے بنیادی ذرائع حواس خمسہ ہیں۔"[33] مادیت میں پیدا ہونے والی ایک تحریک تجربیت اور منطقی ایجابیت کی تحریک تھی جس کا آغاز 1920ء میں ہوا۔ اس کا بنیادی مقصد فلسفے میں سے مابعد الطبعیات کو نکالنا اور علم کو حواس خمسہ تک محدود بنا کر اسے مستند بنانا تھا۔[34] تجربیت کی تحریک اور اس کے مشابہ تحریکوں کا بنیادی اصول ہی یہ تھا کہ حواس خمسہ ہی صرف علم

کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ علی عباس جلالپوری تجربیت کے بانی انگریزی مفکر فرانسس بیکن (Francis Bacon:1561-1626) کے متعلق رقم طراز ہیں: "بیکن نے یہ کہہ کر تجربیت کی بنیاد رکھی کہ علم کا ماخذ حسیات ہیں۔"[35] تجربیت کے علاوہ منطقی ایجابیت کے اصول کا ذکر کرتے ہوئے قاضی قیصر الاسلام لکھتے ہیں: "ہمارا سارا علم ہمارے حواس تک محدود ہے اور یہ اس حد تک محدود ہے کہ جو چیز ہمارے دائرہ حواس سے خارج ہے اس کا فہم کبھی بھی نہیں کر سکتے۔"[36] مادیت پسند وحی کے قائل نہیں ہیں۔ حقیقت میں وحی کا انکار خدا اور مذہب کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔

اسلام کا نکتۂ نظر

مادیت کا چھٹا اصول تو پورے نظام وحی کا انکاری ہے۔ مادیت کے حامی صرف حواس خمسہ کو ہی علم کا ذریعہ مان کر اس بات کا اعلان واشگاف الفاظ میں کر چکے ہیں کہ وحی علم کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ الہامی مذاہب میں سے صرف وحی کو نکال دیا جائے تو کسی بھی ایمان کے رکن کی کوئی اہمیت نہیں رہتی بلکہ سرے سے ہی سچے مذہب کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں تو وحی کا بار بار ذکر ہے۔ مثلاً قرآن پاک میں آتا ہے: اِنَّآ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡكَ كَمَآ اَوۡحَيۡنَآ اِلٰى نُوۡحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ (4:163) ترجمہ: "ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی جیسے کہ نوح اور ان کے بعد والے انبیاء کی طرف کی۔" اسی طرح ایک اور آیت میں ہے: قُلۡ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوۡحٰٓى اِلَىَّ مِنۡ رَّبِّىۡ (7:3) ترجمہ: "آپ فرما دیں کہ میں تو اسی وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے میری طرف بھیجی جاتی ہے۔"

وحی علم بھی ہے اور ذریعہ علم بھی ہے۔ مندرجہ بالا آیات سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ عظیم رسولوں پر وحی نازل ہوتی رہی ہے اور اسی طرح آخری رسول پر بھی وحی نازل ہوتی رہی ہے۔ بلکہ وضاحت سے یہ بات بھی بیان کر دی گئی ہے کہ آخری رسول اسی (وحی) کی پیروی کرتے تھے۔ اگر اس وحی میں علم نہ ہوتا تو کبھی بھی اس کی پیروی رسول نہ کرتے۔ اس سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے وحی میں علم ہوتا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ وحی آسمان سے خالی اترتی تھی۔ لہٰذا وحی کا انکار الحاد تو ہے ہی، ساتھ ہی مذہب اور وحی کے بھیجنے اور لانے والے اور وصول کرنے والے کا بھی انکار ہے۔ یہاں تک مادیت کے اصولوں کو اسلام سے رد کیا گیا ہے اور یہی وہ اصول ہیں جو الحاد کی بنیاد بھی ہیں۔ اور معاصر مسلم نوجوانوں کو مذہب کے متعلق اشکالات میں مبتلا کر کے مذہب سے دور کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی مادیت کے ضمن میں یاد رکھنے والی ہے کہ مادیت کے حمایتیوں کو عموما طور پر مادی کثرتیت، مادی وحدیت اور مادی دوئی یا مادی ثنویت میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ مادی کثرتیت کے مطابق مبداء کائنات کو ایک یا دو عنصروں میں محدود نہیں کیا جا سکتا۔ اس نظریے کے مطابق ہماری یہ طبیعی دنیا دو سے زیادہ

مختلف عناصر کا نتیجہ ہے۔ مادیت وحدیت یہ دعوی کرتی ہے کہ کائنات کا مواد حقیقی صرف اور صرف ایک ہے۔ اور مادی ثنویت یہ کہتی ہے کہ مبداء کائنات ایک کی بجائے دو اصلوں پر ہے مراد دو اصلوں سے دنیا کی تخلیق ہوئی ہے۔ اس بات کو بیان کرنے کا مقصد یہاں پر یہ تھا کہ یاد رکھا جائے مادیت کی وحدیت سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ خدا کی وحدیت کی طرف اشارہ ہے بلکہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مادیت پسندی میں کسی مادی مفکر کا نظریہ مادہ کے ایک عنصر پر قائم ہے۔ اسی طرح کچھ مفکرین کا نظریہ دو پر اور کچھ مفکرین کا نظریہ دو سے زیادہ اصل پر قائم ہے مگر واحد بنیاد یا اصل سے مراد دین اسلام کا خدا نہ سمجھ لیا جائے کہ شاید یہ کائنات کی اصل ایک کو بتا رہے ہیں تو اس سے مراد خدا ہے؟

بلکہ اس سے مراد مادے کا کوئی ایک عنصر ہے مثلاً آگ، ہوا، پانی یا کوئی قوت جو کہ مادی ہی ہے۔ اگر کائنات کی اساس دو پر ہو تو پھر تو غلطی کا امکان ہی نہیں رہتا ہے۔ اسی طرح اگر کائنات کی اساس دو سے زیادہ اٹیم یا کچھ اور ہوں تو اس میں بھی غلطی کا امکان نہیں رہتا ہے مگر جب مادیت پسندی کی شخصیات ایک عنصر کو کائنات کی اساس بتاتے ہیں تو کچھ نوجوان مسلمان غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ شاید یہ خدا ہے۔ اگر مادیت پسندوں کے بنائے گئے اوپر والے تمام اصولوں کو مادیت کی اساس مادہ سے جوڑ لیا جائے تو بات کی سمجھ آجاتی ہے کہ ان کی یہ وحدیت، دوئیت اور کثرتیت در حقیقت مادی ہے، ازلی ہے، ابدی ہے، کبھی یہ مادہ سے خارج اور کبھی یہ مادہ کے بطن میں ہوتی ہے مگر ہوتی مادی ہی ہے۔ اس کے علاوہ اوپر بیان کردہ تمام مادیت پسندی کی خصوصیات و اصول اسی اساس سے منسوب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اساس خالق بھی ہے مخلوق بھی ہے۔ یہ اساس دیگر مادے کو تبدیل کرتی ہے مگر خود نہیں بدلتی۔

نتائج

اس تحقیق کے نتیجہ کے طور پر درج ذیل نکات کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے:

1. مادیت پسندی کے اصول اسلام کی تعلیمات کے سراسر منافی ہیں۔
2. اسلام کی تعلیمات اس قدر وسیع، متنوع اور جامع ہیں کہ جن اصولوں پر مادیت کھڑی ہے ان اصولوں کو اسلام کی چند تعلیمات نے ہی لپیٹ کر رکھ دیا ہے۔
3. الحادی فلسفوں کے مقابلے میں وحی کی تعلیمات بہت زیادہ مضبوط ہیں۔ صرف لوگوں تک احسن طریقے سے ان تعلیمات کو پہنچانے کی ضرورت ہے جس سے لوگوں کو اس بات کا احساس ہو جائے گا اور وہ مذہب سے متعلق اشکالات و شبہات میں بھی اس طرح مبتلا نہیں ہوں گے۔

سفارشات

1) مادیت کے تمام مفکرین کے نظریات کو اسلام کی تعلیمات میں پرکھا جائے۔

2) مادیت کی طرح دیگر فلسفیانہ مکاتب کے اصولوں کا جائزہ اسلام کی تعلیمات میں لیا جائے۔

3) یونیورسٹیوں، کالجوں، سکولوں اور مدارس کے بچوں کو اسلام کی تعلیمات کے راستے میں حائل ہونے والی رکاوٹوں سے آگاہ کرنے کے لئے سمینار منعقد کروائے جائیں۔

*****

References

1. Galina Karilnko, Lidya Korshinwa, *Falsafa kea hai?* (Lahore: Fiction House, 2019), 38-39.

گالینا کیریلنکو، لیدیا کورشنووا، فلسفہ کیا ہے (لاہور، فکشن ہاوس، 2019ء)، 39.38۔

2. Ali Abaas, Jalalpuri, *Riwayat-e Falsafa* (Lahore: Takhlīqat, 2010), 15.

علی عباس، جلالپوری، روایات فلسفہ (لاہور، تخلیقات، 2010ء)، 15۔

3. John Andrew. *Book of Ism* .(London: Books Limited 2010),122.

4. Bertrand Russell. *An Outline of Philosophy*, (Special Indian edition 2013).321.

5. C –A Qadir, *Kashaaf Istalahat Falsafa*, 394.

سی۔اے قادر، کشاف اصطلاحات فلسفہ، 394۔

6. Dr. Muhmmad Arif, *Mubahis Khutbat-e- Iqbal* (Jehlum: Book Cornor, 2019), 101.

ڈاکٹر محمد عارف، خان، باحث خطبات اقبال (جہلم، بک کارنر، 2019ء)، 101۔

7. Bertrand Russell, *Masāi'l Falsafa*, Trans. Abd Al-Khliq (Lāhore: Gora Publishers,1995), 7-13.

برٹرینڈ رسل، مسائل فلسفہ، مترجم: ڈاکٹر عبدالخالق (لاہور، گورا پبلشرز، 1995ء)، 7-13۔

8. Ibid, 113-114.

ایضاً، 114.113۔

9. Muhammad Abid, *Lisani Madiat* (Lahore:L Faction House, 2019), 48.17.

محمد عابد، لسانی مادیت (لاہور، فکشن ہاوس، 2019ء)، 17-48۔

10. Yasir Jawad, *Aik So Azeem Falsafi* (Islamabāad: National Book Foundation, 2012), 71.

یاسر جواد، ایک سو عظیم فلسفی (اسلام آباد، نیشنل بک فاونڈیشن، 2012ء)، 71۔

11. Dr. Khalifa, Abdul Hakim, *Dastan-e Danish* (Lāahore: Idara Saqaftay Islamia,2015 AD), p:38-39

ڈاکٹر خلیفہ، عبدالحکیم، *داستان دانش* (لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ 2015ء)، 39.38۔

12. Nadeem Aljasar, *Falsafa, Science Aur Quran* (Lahore: Alfaisal Nashir, 2006), 50.

ندیم الجسر، *فلسفہ، سائنس اور قرآن* (لاہور، الفصیل ناشر، 2006ء)، 50۔

13. Shafifi, Din Muhammad, Falsafa Hind wa Yonān (Lahore: Majlis Taraqi Adab,2010 AD), p:55

شفیفی، دین محمد، *فلسفہ ہندویونان* (لاہور، مجلس ترقی ادب، 2010ء)، 55۔

14. Muhammad b. Ismaīil, Bukharī, *Al-Jame' Al-Shahī* (Al-Riaz Al-Saudia: Dāarussalam, 1998), Hadith No:7418.

ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، بخاری، *الجامع الصحیح* (الریاض السعودیہ، دارالسلام، 1998ء)، کتاب التوحید، باب وکان عرشہ علی الماء وھو رب العرش العظیم، رقم الحدیث:7418۔

15. *Jame' Urdu Encyclopedia*, Vol.5 (New Delhi: Qaumi Qounsil Baray Faroog Urdu Zuban, 2009), 270.

جامع اردو انسائیکلوپیڈیا، ج:5 ، (نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، 2009ء)، 270۔

16. Mir Hassan, Molvī, *Mabadi Falsafa* (Haider Abad Dhakhan: Maktaba Ibrahimia Imdaday Bahmī, 1925), 90-94.

مولوی، میر حسن، *مبادی فلسفہ* (حیدرآباد دکن انڈیا، مکتبہ ابراہمیہ امداد باہمی، 1925ء)، 90-94۔

17 . Bertrand Russell. *History of Western Philosophy*. (London: Routledge Taylor and Francis Group, 2015),55.

18. Qazī, Qaisar ul Islam, *Tarīkh Falsafa Maghrib*, Vol.1 (Islamabad: National Book Foundation, 2015), 15.

قاضی، قیصر الاسلام، *تاریخ فلسفہ مغرب*، ج1 (اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن 2015ء)، 15

19. Mir, Hasan Din, *Falsafa Bergusan* (Haider Abad Dhakhan: Maktaba Ibrahimia Imdaday Bahmi, 1925), 2.

میر، حسن الدین، *فلسفہ برگسان* (حیدرآباد دکن انڈیا، مکتبہ ابراہمیہ امداد باہمی، 1925ء)، 2۔

20. Ghulam Ahmad, Pervaiz, *Insaan nay Kaya Socha?* (Lahore: Taluay Isalam, 2011), 24-27.

غلام احمد، پرویز، *انسان نے کیا سوچا؟* (لاہور، طلوع اسلام، 2011ء)، 27.24۔

21. C-A Qadir, *Kashaaf Istalahat Falsafa*, 276-277.

سی۔اے قادر، *کشاف اصطلاحات فلسفہ* (لاہور: بزم اقبال 1994ء)، 277.276

22. Molvī, Mir Hassan, *Mabadi Falsafa*, 90-94.

مولوی، میر حسن، مبادی فلسفہ، 90-94۔

23. Hafeez, Sadīquī, *Adabī Istalahat Ka Ta'aruf*, 415; Ali Abaas, Jalalpuri, *Riwayat-e Falsafa*, 10.

حفیظ، صدیقی، ادبی اصطلاحات کا تعارف (لاہور، اسلوب، 2015ء)، 415۔ علی عباس، جلالپوری، روایات فلسفہ، 10۔

24. Ali, Abaas, Jalalpurī, *Riwayat-e Falsafa*, 11.

علی عباس، جلالپوری، روایات فلسفہ، 11۔

[25] ۔ رواقیت کے مکتب فلسفہ کا بانی زینو قبرص کا رہنے والا کنعانی ہے۔ وہ ایک منقش طاق کے نیچے بیٹھ کر تعلیم دیتا تھا۔ اس لیے اس کے فلسفے کا نام رواقیت پڑ گیا۔ رواقی مادیت پسند تھے اور کہتے تھے کہ کوئی غیر مادی شے موجود نہیں ہو سکتی۔

26. Ali Abaas, Jalalpurī, *Khirad Nāma Jalapuri*, 166.

علی عباس جلالپوری، خرد نامہ جلالپوری، 166۔

27. Khalifa, Abdul Hakim, Dr, Dastan-e Danish (Lahore: Adarah theqafat-e-Islamia 2015 AD), p:20-21

ڈاکٹر، خلیفہ، عبد الحکیم، داستان دانش (لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2015ء)، 21.20۔

28. Ali Abaas Jalalpurī, *Riwayat-e Falsafa*, 183-190.

علی عباس جلالپوری، روایات فلسفہ، 183،190۔

29. Dr. Israr Ahmed, *Bayan Al- Qur'ān*, Vol.2 (Peshawar: Anjuman Khuddāamay Qur'ān, 2013), 110.

ڈاکٹر اسرار احمد، بیان القرآن، ج2 (پشاور، انجمن خدام القرآن، 2013ء)، 110۔

30. Qaisar Al-Islam, Qazī, *Falsafay kay Bunyadi Masail* (Islamabad: National Book Foundation, 2012), 73.

قاضی، قیصر الاسلام، فلسفے کے بنیادی مسائل (اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2012ء)، 73۔

31. Ali Abaas Jalalpurī, *Riwayat-e Falsafa*, 11.

علی عباس جلالپوری، روایات فلسفہ، 11۔

32. Dr. Ahmed Naeem, *Tarīkh Falsafa Younān*, (Lahore: Manzoor Printing Press, 2014), 63.

ڈاکٹر احمد نعیم، تاریخ فلسفہ یونان (لاہور، منظور پرنٹنگ پریس، 2014ء)، 63۔

33. Malak Karim Bakhash, *Islam Aur Falsafa* (Lahore: Sheikh Muhmmad Bashir and Sons, 2001), 112.

ملک کریم بخش، اسلام اور فلسفہ، (لاہور، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز 2001ء)، 112۔

34. C. A Qadir, *Kashaaf Istalahat Falsafa*, 225-226.

سی۔اے قادر، کشاف اصطلاحات فلسفہ، 226.225۔

35. Ali Abaas Jalalpurī, *Riwayat-e Falsafa*, 94-97.

علی عباس جلالپوری، روایات فلسفہ، 97.94۔

36. Qaisar Al- Islam, *Falsafay kay Bunyadī Masai'l*, 283.

قاضی قیصر الاسلام، فلسفے کے بنیادی مسائل، 283۔